سوموار
۳۱۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء

احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۲۴۳ | سوموار۔۲۵۔ جمادی الاول ۔۱۴۱۵ھ، ۳۱۔اخاء ۱۳۷۳ ہش، ۳۱۔اکتوبر ۱۹۹۴ء


## اپنے مولا کی طرف منقطع ہو جاؤ

بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو۔ نہ کہ ان کی تحقیر، عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل، اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبر، ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولا کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

# ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

مرد اگر پارسا طبع نہ ہو تو عورت کب صالحہ ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر مرد خود صالح بنے تو عورت بھی صالحہ بن سکتی ہے۔ قول سے عورت کو نصیحت نہ دینی چاہئے بلکہ فعل سے اگر نصیحت دی جاوے تو اس کا اثر ہوتا ہے۔ عورت تو درکنار اور بھی کون ہے جو صرف قول سے کسی کی مانتا ہے۔

اگر مرد کوئی کجی یا خامی اپنے اندر رکھے گا تو عورت ہر وقت کی اس پر گواہ ہے۔ اگر وہ رشوت لے کر گھر آیا ہے تو اس کی عورت کہے گی کہ جب خاوند لایا ہے تو میں کیوں حرام کہوں۔ غرض کہ مرد کا اثر عورت پر ضرور پڑتا ہے اور وہ خود ہی اسے خبیث اور طیب بناتا ہے۔ اس لئے لکھا ہے۔ (خبیث باتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں اور خبیث مرد خبیث باتوں کے لئے ہیں اور پاک باتیں پاک مردوں کے لئے ہیں اور پاک مرد پاک باتوں کے لئے ہیں)۔

اس میں یہی نصیحت ہے کہ تم طیب بنو ورنہ ہزار ٹکریں مارو کچھ نہ بنے گا۔ جو شخص خدا سے خود نہیں ڈرتا تو عورت اس سے کیسے ڈرے؟ نہ ایسے مولویوں کا وعظ اثر کرتا ہے نہ خاوند کا۔ ہر حال میں عملی نمونہ اثر کیا کرتا ہے۔ بھلا جب خاوند رات کو اٹھ اٹھ کر دعا کرتا ہے۔ روتا ہے تو عورت ایک دو دن تک دیکھے گی آخر ایک دن اسے بھی خیال آوے گا اور ضرور متاثر ہوگی۔ عورت میں متاثر ہونے کا مادہ بہت ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۱۵۶-۱۵۷)

## انسان اپنی کمزوریوں اور بدیوں کی وجہ سے بعض بڑے بڑے فضلوں سے محروم رہ جاتا ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الاول)

انسان چونکہ ایک کمزور اور ضعیف ہستی ہے۔ اس لئے ہر آن اور ہر حالت میں اسی رب العالمین اور تمام صفاتِ کاملہ سے موصوف اور تمام نقائص اور بدیوں سے منزّہ ذات اللہ تعالیٰ کی استمداد کی ضرورت ہے۔

انسان کا فانی جسم ہر آن تغیرات کے نیچے ہے۔ اور کمزور روح علوم میں اسی فانی اور کمزور جسم کی محتاج ہے۔ کیونکہ وہ اس جسم اور ذرات کے بغیر کوئی راحت یا علم و صداقت حاصل نہیں کر سکتی۔ اور سارے علوم اور صداقتیں زبان، کان، آنکھ، ناک اور ٹٹولنے کی حِس کے ذریعہ سے پہنچتی ہیں۔ مگر یہ جسم فانی ہے اور ہر آن تنزل کی حالت پیدا کرتا ہے۔ فضلے پیدا ہو کر جسم سے نکلتے رہتے ہیں۔ ایسی حالت میں صاف ظاہر ہے کہ روح کا ذریعہ فانی اور کمزور ہے۔ پھر کیسے ترقی کرے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی مدد ساتھ نہ

باقی صفحہ ۷ پر

## تمہارا ایک ایسا فخر جسے کوئی چھین نہیں سکتا

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

○ "اس بات کو اچھی طرح یاد رکھو اور ہر احمدی کو ذہن نشین کرا دو کہ بیرونی ممالک میں دعوت الی اللہ کا عظیم الشان کام ہی تمہارا وہ کارنامہ ہے جو تمہیں دوسروں سے ممتاز کر دیتا ہے...... یہی وہ کام ہے جسے دیکھ کر مصر کے ایک اخبار الفتح کو بھی جو احمدیت کا شدید مخالف ہے یہ لکھنا پڑا کہ جو کام ۱۳۰۰ سال میں نہ ہو سکا۔ اسے یہ جماعت سر انجام دے رہی ہے پس یہ ایک ایسا فخر تمہیں حاصل ہے جو اور کوئی آج تک حاصل نہیں کر سکا اور جس سے تمہارا مخالف سے مخالف بھی انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اپنے اس فخر کو قائم رکھو نہ صرف قائم رکھو بلکہ اپنے اس کام کو تحریک جدید میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے کر بڑھاتے چلے جاؤ"۔

بحوالہ روزنامہ المصلح ۱۳۔ جنوری ۱۹۵۴ء

وکیل المال اول تحریک جدید

## نمایاں کامیابی

○ عزیزم صداقت احمد ابن مکرم بشارت احمد صاحب کوثر معلم وقف جدید ربوہ نے بی کام کے امتحان ۹۴ء میں ۱۳۰۰/۷۴۲ نمبر حاصل کر کے گورنمنٹ کالج آف کامرس سرگودھا میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک فرمائے اور مزید نمایاں کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

ناظر تعلیم

## ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم منور علی شاہد صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع و علاقہ لاہور کو مورخہ ۱۸۔ اکتوبر ۹۴ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام مظفر احمد طاہر تجویز کیا گیا ہے۔ نومولود مکرم میاں عبدالرشید صاحب آصف بلاک اقبال ٹاؤن لاہور کا نواسہ اور مکرم عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ مقیم فرینکفورٹ جرمنی کا بھانجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک اور خادم دین بنائے۔

اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگی رکھنے والا وہی ہے جو تم میں زیادہ متقی ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ
قیمت دو روپیہ

۳۱۔ اخاء۔ ۱۳۷۳ ھش ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء

# غصہ۔ خوشی اور اقتدار

پٹڑی سے اترنا ایک محاورہ ہے۔ جب انسان کسی کام کو ٹھیک طریق سے کرتے ہوئے غلط طریق سے کرنا شروع کر دے یا اپنے کام کی نوعیت بالکل بدل دے اور یہ بدلی ہوئی نوعیت اصل کام کے ساتھ ایسا تضاد رکھتی ہو کہ اسے اچھا نہ سمجھا جائے تو کہتے ہیں کہ وہ پٹڑی سے اتر گیا ہے۔ پٹڑی بذات خود بہت اچھی چیز ہے یہ راستہ ہے کام کرنے کا طریق ہے لیکن جب اس پر سے انسان اتر جائے تو راستے سے ہٹ جاتا ہے۔ غلط کام کرنے لگتا ہے اور اس کا خمیازہ بھی بھگتتا ہے۔

تین باتیں ایسی ہیں جو اگرچہ اپنی ذات میں نقصان دہ نہیں بلکہ زندگی کا ایک لازمی جزو ہونے کی حیثیت سے ضروری ہیں۔ لیکن اگر ان کا غلط استعمال کر لیا جائے تو بالکل پٹڑی سے اترنے والی بات ہو جاتی ہے۔ یہ تین باتیں ہیں۔ غصہ، خوشی اور اقتدار۔ یہ کہ انسان کو بالکل ہی غصہ نہ آئے کسی بات پر بھی غصہ نہ آئے یہ ممکن نہیں بلکہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا شخص ہے جسے کسی صورت میں بھی غصہ نہیں آتا تو وہ تو بکری کی طرح ہے۔ غصہ غلط باتوں پر آجاتا ہے غلط کام پر بھی انسان غصہ کا اظہار کرتا ہے لیکن یہی غصہ یا اس غصے کا اظہار حد سے بڑھ جائے تو پٹڑی سے اتر جانے والی بات ہے۔ حضرت امام جماعت الرابع نے ایک خطبہ میں اسی بات کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ بعض لوگ گھر آتے ہیں تو کسی بات پر غصے ہو کر اپنے بچوں کا سر دیوار سے پٹخنے لگتے ہیں یا اپنی بیوی کا سر دیوار سے پٹختے پٹختے پھاڑ دیتے ہیں۔ یہ غصہ حد سے بڑھا دینے والی بات ہے ہر وہ شخص جو اپنے غصے کو حد سے بڑھائے گا۔ وہ انتہائی طور پر غلط کار ہو گا۔ اور جہاں تک غصے کا تعلق ہے ضروری نہیں کہ اس کے لئے کوئی بہت بڑی وجہ تلاش کی جائے۔ ہم نے بعض اخبارات میں یہ خبر بھی پڑھی ہے کہ بازار میں ایک دونی پر جھگڑا ہوا اور یہ جھگڑا قتل پر منتج ہوا۔ پڑھنے والے حیران ہوتے ہیں کہ دونی پر بھی ایک شخص قتل ہو گیا۔ یہ بات نہیں ہے۔ دونی کے لئے قتل نہیں ہوا۔ غصہ کی وجہ سے قتل ہوا۔ دونی پر تھوڑا سا غصہ آیا۔ بات بڑھی۔ بڑھتی گئی۔ اور غصہ حدود پھلانگ کر اتنی دور چلا گیا کہ یہ غصہ قتل پر منتج ہوا۔

دوسری بات خوشی ہے۔ خوشی انسان کے لئے ضروری ہے اور جائز بھی ہے لیکن بعض اوقات انسان خوشی میں اپنے بھائیوں کو بھی بھول جاتا ہے اور خدا کو بھی بھول جاتا ہے آپ نے کئی ایسی خبریں سنی ہوں گی کہ خوشی میں خالی فائرنگ کی۔ ہوائی فائرنگ کی لیکن پھر بھی بعض لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ خوشی کو بھی اپنی حد کے اندر رکھا جائے۔ تو اسے خوشی کہا جا سکتا ہے ورنہ حدود سے پھلانگ جانے والے غصے کی طرح حدود سے آگے بڑھ جانے والی خوشی بھی ایک جنون کی کیفیت بن جاتی ہے۔

تیسری بات جس سے انسان پٹڑی سے اتر سکتا ہے وہ اقتدار ہے۔ اسے یہ بات بھول جاتی ہے کہ اسے اقتدار خدا نے دیا ہے اور خدا کے احکام کے مطابق اسے اپنا اقتدار استعمال کرنا چاہئے۔ وہ غلط قانون بناتا ہے غلط طور پر لوگوں پر دباؤ ڈالتا ہے اور ظلم و ستم کرتا ہے۔ گویا کہ یہ تینوں باتیں غصہ، خوشی اور اقتدار جو انسانی زندگی کا ایک لازمہ ہے ان کو غلط طریق پر استعمال کر کے ان کی اپنی حدود سے آگے لے جا کر انسان غلط کار بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی غلط کاریوں سے محفوظ رکھے۔

جس نے روکھی سوکھی کھا کر اپنا وقت گذارا ہے
اس نے سچ ہے، اچھی قسمت والوں کو للکارا ہے
کچھ لوگوں کو چاند ستارے ریت کے ذرّے لگتے ہیں
کچھ لوگوں کو ریت کا ہر اک ذرہ چاند ستارہ ہے

ابو الاقبال

○

میں سوچتا ہوں مری جدائی کا کس کو کتنا ملال ہو گا
ملال ہو گا نہ گر کسی کو تو کیا مرے دل کا حال ہو گا

محبتوں کو وفا کے سانچوں میں ڈھال کر زندگی گذاری
رہی یہ حسرت کہ ایک دن تو ستم بحدِّ کمال ہو گا

ہر ایک آنسو میں اِک جہانِ حسین و دلکش بسا ہوا ہے
جو دیکھنے کی ہے تاب تجھکو تو دیکھ تیرا جمال ہو گا

وہی زمانے کی ہے عنائت وہی شب و روز کی حکایت
جواب بھی ہے وہی ازل سے وہی ابد تک سوال ہو گا

جو بچھ گیا تیری رہگذر میں سنور گئے دو جہان اس کے
جو اِک قدم بھی پَرے ہٹے گا وہ بالیقین پائمال ہو گا

شباب پر تھا ستم کسی کا جفا کی آندھی چڑھی ہوئی تھی
مگر اسے میں نے کہہ دیا تھا کہ ایک دن تو زوال ہو گا

کسی کو مرہم کی ہے ضرورت کہ مندمل ہو جراحتِ دل
کسی کے زخموں پہ زخم لگنے سے زخم کا اندمال ہو گا

وہ جانتے ہیں کہ تیری کج مج زبان کچھ بھی نہ کہہ سکے گی
میں جانتا ہوں نسیم تجھ کو سخنوری کا خیال ہو گا

نسیم سیفی

## تحریک جدید میں زیادہ سے زیادہ چندہ پیش کرنے کی ہدایات

زمیندار اور صناع بھائیوں کی خصوصی توجہ کیلئے

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے فرمایا۔

"محنت سے کام کرنے اور اپنی آمد کو امکانی حد تک بڑھانے کی کوشش کرو۔ اور بجائے کسی دنیوی مقصد کو سامنے رکھنے کے اس نیت اور ارادے سے کرو کہ تا تم دین کی خدمت میں زیادہ حصہ لے سکو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو یقیناً تمہاری زمینداری اور زیادہ آمد پیدا کرنے کی کوشش بھی ثواب کا موجب ہو گی۔ تمہیں چاہئے کہ پہلے اگر آٹھ ایکڑ میں کاشت کرتے ہو تو اب تحریک جدید میں حصہ لینے کی نیت اور ارادے سے نو ایکڑ زمین میں کاشت کرو۔ اور پھر اس ایک ایکڑ کے ذریعے جو زائد آمد ہوا سے تحریک جدید میں دے دو۔ اس طرح ہمارے صناعوں کو چاہئے کہ وہ اپنی خدمت کو پہلے سے بہتر اور اچھا بنانے کی کوشش کریں"۔

(المصلح ۱۳۔ جنوری ۱۹۵۴ء)

وکیل المال اول تحریک جدید

ارشادات حضرت امام جماعت الثانی

# لجنہ کالم

میں سمجھتا ہوں کہ مجھ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ خواہ اسے کتنی بار ہی دہرانا پڑے کہ میں لاہور کی جماعت کو اس طرف توجہ دلاؤں کہ اس پر بہت سی ذمہ داریاں ہیں اور ان کے پورا کرنے کی طرف اسے پوری توجہ نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت کے کچھ حصہ میں بیداری کے آثار پیدا ہو چکے ہیں۔ مثلاً ۱۹۴۷ء میں جب ہم لاہور آئے اس وقت یہاں عورتوں میں انتہائی بے حسی پائی جاتی تھی۔ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے مستورات کو بار بار توجہ دلائی گئی لیکن ایسی عورتیں بہت کم تھیں جو لجنہ کے کاموں میں حصہ لیتی تھیں۔ آہستہ آہستہ عورتوں کے اندر بیداری پیدا ہونا شروع ہوئی۔ اور اس جلسہ پر گو لاہور سے جانے والی عورتوں میں ایک حصہ قادیان سے آئی ہوئی عورتوں کا بھی تھا۔ لیکن ان میں سے اکثر عورتیں لاہور کی تھیں۔ جو نہ صرف کثیر تعداد میں جلسہ پر گئیں۔ بلکہ چندہ کر کے بہت سامان بھی خرید کر اپنے ساتھ ربوہ لے گئیں۔ جس کی وجہ سے عورتوں کی مہمان نوازی میں سہولت پیدا ہو گئی۔ درجنوں عورتیں لاہور سے مہمانوں کی خدمت کے لئے ربوہ گئیں۔ قادیان میں وہ مہمان بن کر جایا کرتی تھیں۔ لیکن اس جلسہ پر وہ میزبان بن کر گئیں۔ اور ان میں سے بعض نے نہایت اخلاص کے ساتھ مہمانوں کی خدمت میں حصہ لیا۔ اور نیک نمونہ دکھایا۔ یہ بات بتاتی ہے کہ لاہور کی جماعت کی عورتوں میں ایک حد تک بیداری پیدا ہو چکی ہے۔ اور اگر یہ حالت قائم رہے تو اس کا اثر یقیناً آئندہ نسلوں پر پڑے گا..... عورتوں کی جو تعداد جلسہ پر حاضر تھی۔ اس کا اگر قیاس کر لیا جائے۔ تو جلسہ پر جانے والے مرد بھی بہت زیادہ ہوں گے۔ اور اگر یہ قیاس درست ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کے ایک حصہ میں بھی بیداری کے آثار پیدا ہو چکے ہیں..... لاہور کی جماعت کی مستورات کی طرف سے مجھے عرصہ سے یہ شکایت آ رہی ہے۔ اور میرے خیال میں وہ نہایت معقول ہے کہ یہاں لاہور کی جماعت کی لڑکیوں کی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں۔ جس کی وجہ سے یا تو وہ صحیح تعلیم کے نہ ہونے کی وجہ سے جاہل اور ان پڑھ رہتی ہیں یا دوسرے سکولوں میں جا کر دوسرے لوگوں کے خیالات سے متاثر ہو جاتی ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ وہ اپنے بھائیوں کے دین کی حفاظت کریں اور اس کے اندر رخنہ پیدا کرنے والے سامان کو دور کریں وہ اس میں اور بھی مد ہو جاتی ہیں۔ اور انہیں صحیح رستے سے ہٹا دیتی ہیں۔ میں جماعت کو ایک سال سے اس طرف توجہ دلا رہا ہوں میرے نزدیک لاہور کی جماعت کی حیثیت کے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ اس کے زنانہ اور مردانہ دونوں ہائی سکول اپنے ہوں۔ یہ خیال کہ جماعت اس خرچ کو برداشت نہیں کر سکتی۔ ایک مضحکہ خیز بات ہے۔ مبایعین کی جو جماعت لاہور میں ہے وہ پیغامی جماعت سے کئی گنے زیادہ ہے۔ پیغامیوں کے ایک ایک آدمی کے مقابلہ میں ہمارے آٹھ آٹھ دس دس آدمی یہاں ہیں۔ ان کے جلسہ پر بھی اتنے آدمی حاضر نہیں ہوتے جتنے آدمی ہمارے جمعہ پر حاضر ہو جاتے ہیں۔ لیکن فسادات سے پہلے لاہور میں ان کا ایک ہائی سکول تھا۔ اب دو ہائی سکول ہیں۔ اگر ایک چھوٹی سی جماعت دو ہائی سکول چلا سکتی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہماری جماعت جو ان کی نسبت سے کئی گنے زیادہ ہے۔ زنانہ اور مردانہ ہائی سکول نہ چلا سکے۔ اور ابھی تو ہائی سکول کا سوال ہی پیدا نہیں ہوا۔ صرف ایک زنانہ مڈل سکول کا ہی سوال ہے۔ تا جماعت کی لڑکیاں قرآن کریم ختم کر سکیں۔ اور ان کی ایک حد تک دینی تربیت ہو سکے۔ سات آٹھ سو کی جماعت عورتوں اور بچوں کے علاوہ ہے حالانکہ عورتوں اور بچوں میں سے بھی بعض کمانے والے ہیں۔ پس یہاں کی جماعت کی آمد اسی نوے ہزار ماہوار سے کم نہیں۔ (جو آمد ان کی اپنی بتائی ہوئی ہے وہ پچاس ہزار سے زیادہ ہے) بلکہ آمد کا اگر صحیح اندازہ لگایا جائے تو وہ ایک لاکھ تک جا پہنچتی ہے۔ ایک لاکھ آمدن والی جماعت کے لئے ایک ہائی سکول کا چلانا کچھ مشکل نہیں۔ آخر لڑکے فیسیں بھی دیں گے...... اگر جماعت کے افراد چار چار پانچ پانچ روپیہ بطور چندہ دیں تو زنانہ اور مردانہ دونوں مڈل سکول چل سکتے ہیں۔ پھر مڈل سے انہیں ہائی تک پہنچایا جائے....... جماعت کی عورتوں کا مطالبہ ایک جائز مطالبہ ہے۔ اگر جماعت کا اپنا زنانہ سکول نہ ہو تو وہ اپنی لڑکیوں کی صحیح پرورش نہیں کر سکتیں۔ ان کا یہ کہنا بجا ہے کہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ بچیاں ہم سے زیادہ پڑھی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور ہم طاقت نہیں رکھتیں کہ انہیں دین کی طرف مائل کر سکیں۔ اگر ہمارا اپنا سکول ہو تو پھر نہ صرف وہ خود دین پر قائم رہیں گی۔ بلکہ ہمیں بھی دین سکھائیں گی۔ جس گھر میں عورتوں میں دین چلا جاتا ہے اس کے مردوں کی مجال نہیں ہوتی کہ وہ دین سے غفلت برتیں۔ عورت وہ جنس ہے جسے بظاہر محکوم اور غلام کہا جاتا ہے لیکن دراصل وہ حاکم اور مالک ہوتی ہے۔ عورت کی عجیب حکومت ہوتی ہے۔ روز شور پڑتا ہے کہ عورت غلام ہے۔ عورت محکوم ہے۔ لیکن آپ اپنے ہمسائیوں کو دیکھیں۔ ان میں سے کتنی عورتیں جو غلام ہیں۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ بعض مرد ایسے بھی نکل آئیں گے۔ جو عورتوں کو جوتیاں مارتے ہیں۔ مگر ان جوتیاں مارنے والوں میں سے بھی اکثر وہ ہوں گے جو دوسرے وقت میں عورتوں کے آگے ناک رگڑ رہے ہوں گے۔ علاوہ ازیں ایسے لوگ ملیں گے۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی انسان قابل قدر ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا ہے جس کا مشورہ قبول کیا جا سکے۔ یا کوئی ایسا انسان ہے جس کی بات مانی جائے تو وہ میری بیوی ہے۔ اگر عورتوں میں دینی تعلیم آ جائے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ مردوں کو بھی دین کی طرف کھینچ کر لے آئیں گی...... کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ اتنی بڑی جماعت جو یہاں بیٹھی ہے اور جس جماعت کے بعض حصے ایسے بھی ہیں جو اپنی جگہ پر نماز پڑھتے ہیں.... اتنی بڑی جماعت عورتوں کا ایک مڈل سکول نہیں چلا سکتی۔ یہ صرف نفس کا بہانہ ہے۔ میرے خیال میں اگر عقل سے کام لیا جائے۔ تو مفت میں مردانہ بھی اور زنانہ بھی دونوں ہائی سکول چلائے جا سکتے ہیں۔ صرف ایک سال تک تکلیف ہو گی۔ اس کے بعد بغیر کسی بوجھ کے یہ کام کیا جا سکتا ہے۔ یہ کہنا کہ ہمیں اب جگہ کہاں ملے گی۔ یہ جماعت کی غفلت کا نتیجہ ہے پیغامیوں نے فسادات کے بعد ایک سکول لے لیا۔ تم نے کیوں کوشش نہ کی..... تمہیں اس چیز کا پہلے احساس نہیں تھا۔ اس لئے تم نے اس کے لئے کوشش نہ کی...... بہرحال لڑکیوں کا ایک مڈل سکول شروع کر دینا چاہیئے۔ تا ان کے اندر دین کی محبت کا احساس ہو......"

(الفضل ۲۱/اگست ۱۹۴۹ء صفحہ ۳ تا ۵)

ڈاکٹر آفتاب احمد

# ڈاکٹر پروفیسر عبدالسلام صاحب

انگریزی اخبار ڈان کے ۷ر اکتوبر ۱۹۹۴ء کے شمارہ میں ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب نے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بارہ میں لکھا ہے:-

حکومت پاکستان کی پروفیسر سلام کو پیش کش کہ وہ ان کی بیماری کے تمام اخراجات برداشت کرنے کو تیار ہے اور اس پر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے رد عمل کے سلسلے میں کنور ادریس کے ان جذبات سے مکمل طور پر متفق ہوں جو انہوں نے اپنے خط (جو ڈان کے ۲۷ ستمبر کے شمارہ میں چھپا ہے) میں ظاہر کئے ہیں۔

اس موسم گرما میں جب میں آکسفورڈ میں ٹھہرا ہوا تھا تو میں ڈاکٹر سلام صاحب کے گھر ان سے ملاقات کی غرض سے گیا وہاں سلام صاحب کی انگریز بیوی اور ان کے بیٹے عمر نے وزیر اعظم پاکستان کے اس پیغام کے متعلق مجھے بتایا۔ مجھے اس بات سے خوشی ہوئی کہ چلو آخر کار بے نظیر بھٹو صاحبہ کو اس بات کا خیال تو آیا کہ وہ اس شخص کے بارے میں کچھ تو کہیں جو کہ پاکستان کے لئے ایک بہت بڑے فخر کا موجب ہے۔ جس شخص نے پاکستان کے لئے اتنا کچھ کیا ہے اور جس شخص کا یہ حق بنتا تھا کہ اس کے وطن کے لوگ اور وہاں کی حکومت بہت زیادہ کچھ کرتے۔

میں ڈاکٹر سلام کو اس وقت سے جانتا ہوں جب کہ میں اور وہ گورنمنٹ کالج لاہور میں اکٹھے تھے۔ میں یہ تو دعویٰ نہیں کرتا کہ ہماری دوستی بہت گہری تھی مگر اتنا کہا جا سکتا ہے کہ ہماری اچھی خاصی شناسائی تھی اور ہمارا یہ تعلق مسلسل چلا آ رہا ہے۔ ہمیں جب بھی موقعہ ملتا تو ہم پاکستان اور باہر بھی گاہے گاہے ملتے رہتے تھے۔ لیکن سب سے زیادہ قابل یادگار ہماری وہ ملاقات تھی جو میں نے ان کے ساتھ ۱۹۸۹ء کے اکتوبر میں امپریل کالج لندن میں ان کے دفتر میں کی۔ ان پر بیماری کا حملہ ہو چکا تھا لیکن پھر بھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ وہی سلام ہیں جن کو ہم ہمیشہ سے جانتے ہیں۔ اونچے قد والے تنومند شخص۔ جو کہ ہنستے تو خوب دل کھول کر ہنستے اور ان کا مصافحہ خوب گرم جوشی والا ہوتا تھا۔ اس وقت وہ اپنے معمول کے طریقے پر بات چیت کرنے کے قابل تھے۔ اور کچھ کچھ ادھر ادھر تھوڑا بہت چل بھی سکتے تھے۔ وہ برآمدوں کی بھول بھلیوں میں سے گذارتے ہوئے مجھے کالج کی کیفے ٹیریا میں لے گئے اگرچہ خود وہ لفٹ کا سہارا لئے ہوئے تھے مجھے خوب یاد ہے کہ جب ہم نے ایک میز بیٹھنے کے لئے انتخاب کی اور ہم اپنی کافی لینے کے لئے جانے ہی والے تھے تو کاونٹر پر موجود لڑکی نے ہمیں اشارہ کیا کہ ہم بیٹھے رہیں۔ وہ خود ہی ہماری کافی ہماری میز پر لے آئے گی اور اس نے یہ مہربانی صرف ڈاکٹر سلام کی عزت افزائی کے لئے کی۔

جب ہم کافی کا انتظار کر رہے تھے تو میں نے ادھر ادھر دیکھا اور مجھے ان کی تصویر دنیا کے

باقی صفحہ ۵ پر

نسیم سیفی

# حضرت چوہدری علی محمد صاحب-بی اے'بی ٹی

یونیورسٹی کی ڈگریاں نام تو نہیں ہوتیں لیکن بعض اوقات ماحول میں ان کی اہمیت کی وجہ سے نام بن بھی جاتی ہیں۔ اگر سارے ماحول میں ایک ہی شخص نے کوئی ڈگری حاصل کی ہو تو اسے اس کے نام کی بجائے اس ڈگری سے بھی پکار دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت چوہدری علی محمد صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی۔ "بی۔ٹی۔" ہی کے نام سے مشہور تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شائد اکثریت کو آپ کے نام کا بہت کم علم ہو گا۔ آپ اپنے ماحول میں "بی-ٹی" صاحب ہی کہلاتے تھے

میری ان سے سب سے پہلی ملاقات اس وقت ہوئی (ملاقات کا یہاں صرف اتنا مطلب ہے کہ میں نے انہیں دیکھا) جب میں قادیان میں احمدیہ سکول کی پرائمری سکول کچی پہلی جماعت میں سب طالب علموں کے ساتھ کھڑا سبق دہرا رہا تھا۔ وہ اپنے بیٹے عبدالسلام بعد میں عبدالسلام اختر ایم۔اے کو لے کر آئے اور تھوڑی دیر ہمارے ساتھ کھڑا رکھنے کے بعد وہ اسے پکی پہلی میں لے گئے اور اس طرح عبدالسلام مجھ سے ایک سال آگے ہو گئے۔

اس کے بعد میں ان دنوں جب والد صاحب چھٹیوں پر قادیان آتے اخبار الفضل عاریتاً لینے کے لئے محترم چوہدری علی محمد صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی کے گھر جایا کرتا تھا۔ ہمارا اور ان کا گھر زیادہ فاصلے پر نہیں تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ بالکل قریب تھے۔ درمیان میں ایک میدان تھا ایک طرف ہمارا گھر اور دوسری طرف "بی۔ٹی" صاحب کا اور جب بھی اباجی چھٹیوں پر قادیان آتے اخبار کے مطالعے کے لئے وہ مجھے "بی۔ٹی" صاحب کے گھر ہی بھیجا کرتے تھے۔ اس کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس حلقہ میں جن چند لوگوں کے پاس اخبار آتا تھا ان میں سے ایک "بی۔ٹی" صاحب تھے۔ یا یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ دونوں ٹرینڈ ٹیچر تھے۔ اباجی فارسی کے اور "بی ٹی" صاحب انگریزی کے۔ اس لئے دونوں کا آپس میں دوستانہ تھا۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول میں محترم "بی۔ٹی" صاحب سکول کی کھیلوں کے انچارج بھی تھے۔ چنانچہ ہمارے محلے کے لئے میرے کلاس فیلو اور دوست محمود احمد صاحب بھاگلپوری حضرت "بی ٹی" صاحب سے اجازت لے کر سکول سے ہاکیاں جنہیں ان دنوں ڈنڈے کہا جاتا تھا۔ اس لئے کہ ان میں لچک نہیں ہوتی تھی' وہ لایا کرتے تھے۔ اور اس طرح محترم "بی۔ٹی" صاحب سے زیادہ قرب کا موقعہ ملا۔ اگرچہ میں نے ان سے تعلیم تو حاصل نہیں کی لیکن گھر بھی قریب اور سکول میں بھی قرب۔ ان دونوں باتوں نے ان کے لئے دل میں ایک خاص عزت اور محبت کا جذبہ پیدا کر دیا تھا۔ ربوہ آئے تو یہاں بعض دوستوں نے مل کر ایک ادبی انجمن بنائی۔ جس کے اجلاس تحریک جدید کے دفاتر میں ہوا کرتے تھے۔ بعض اوقات مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال الاول کے دفتر میں اور بعض اوقات تحریک جدید کے کمیٹی روم میں۔ جسے بعد میں کتابوں کے سٹاک کے لئے بھی استعمال کیا گیا۔ دوسرے سال محترم چوہدری صاحب ہماری اس انجمن کے صدر چنے گئے۔ (پہلے سال اس انجمن کی صدارت کے فرائض خاکسار نے سرانجام دیئے) اس انجمن میں مختلف موضوعات پر مضامین پڑھے جاتے تھے۔ اور ان پر تبصرہ بھی کیا جاتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ انجمن کی تشکیل سے پہلے محترم ڈاکٹر ناصر احمد پرواذی اور خاکسار محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب جو ان دنوں ناظر امور عامہ تھے سے ملے۔ اور اس انجمن کی تشکیل کے متعلق بات کی۔ آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا اور ہدایت یہ دی کہ اسے ادبی ہی رکھا جائے۔ مقصد یہ تھا کہ اس انجمن میں مذہبی معاملات پر بحث تمحیث کر کے انہیں الجھانے کی کوشش نہ کی جائے۔ بلکہ اسے صرف اور صرف ادبی انجمن رکھا جائے۔

چنانچہ اس انجمن کے اجلاسوں میں ادبی مضامین پڑھے جاتے رہے۔ ہر مضمون کے بعد اس پر تنقید کا موقعہ دیا جاتا تھا اور تنقید خاص پر لطف ہوتی تھی۔ مثلاً مجھے یاد ہے کہ جب ادب اور زندگی پر میں نے مقالہ پڑھا تو خاصی گرما گرم بحث ہوئی ادب زندگی کا عکاس ہے ادب زندگی کا پراپیگنڈہ کرتا ہے یا ادب اور زندگی الگ الگ چیزیں ہیں تمام دوستوں نے ان باتوں کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کیا۔

یہ انجمن تو زیادہ دیر نہ چل سکی لیکن جب حضرت امام جماعت الثالث نے ہماری اس کے بعد بننے والی انجمن صحافیاں کو چونڈہ کے محاذ پر بھیجا تو محترم چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی جو ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر تھے یا کم از کم اس کی ایڈیٹری کے فرائض سرانجام دیتے نظر آتے تھے۔ وہ بھی ہمارے ساتھ تشریف لے گئے اس انجمن صحافیاں کی ماہانہ مجالس میں بھی آپ تشریف فرما ہوتے اور بعض اوقات ان کی وجہ سے باتیں خاصا علمی رنگ پکڑ جاتی تھیں۔

بہر حال محترم چوہدری علی محمد صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی جو "بی۔ٹی" صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ کو میں نے بچپن سے ان کی آخری عمر تک دیکھا۔ آہستہ آہستہ آپس کے تعلقات بڑھتے رہے اور اتنا قرب ہو گیا کہ بعض اوقات بعض باتوں پر باہمی مشورے کے لئے وہ چل کر میرے گھر تشریف لے آتے۔

چنانچہ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ جب وہ تشریف لائے تو مشعل کے لفظ پر بات چل نکلی کہ مشعل کو تو پہلے مُشعل کہا جاتا تھا اب اسے مشعل کہنا شروع کر دیا گیا ہے۔ اور اسی طرح اردو کے کئی اور لفظ سامنے آئے جن کا تلفظ پہلے کی نسبت اب مختلف ہے۔ انہیں اس بات کا تقاضا تھا کہ پہلے تلفظ ہی درست تھے۔ انہیں جاری رکھا جائے لیکن سوال یہ ہے کہ ایسی باتوں کو کوئی ایک شخص نہ جاری رکھ سکتا ہے نہ روک سکتا ہے جب عوام الناس تک یہ باتیں پہنچتی ہیں تو جس طرح وہ استعمال کرتے ہیں وہی ان کا حقیقی تلفظ بن جاتا ہے۔

محترم چوہدری علی محمد صاحب بی۔اے۔ بی۔ٹی کے ساتھ زیادہ قرب پیدا ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان کے فرزند اکبر عبدالسلام صاحب اختر ایم۔اے میرے گہرے دوست تھے۔ ہم نے کئی سال اکٹھے ایک ہی جگہ گزارے۔ اور ایک ہی انجمن ادب میں باقاعدگی کے ساتھ حاضری دی۔ یہ حاضری ہم دونوں کے لئے نہ صرف آپس کے تعلقات کو مضبوط کرنے کا باعث بنی بلکہ بعض دیگر دوستوں کی دوستی کا بھی ذریعہ بن گئی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسی انجمنوں میں شرکت اگر یہ انجمنیں بلند پایہ ہوں تو واقعی مفید ثابت ہوتی ہیں۔ جس انجمن کا میں ذکر کر رہا ہوں وہ کسی نام سے تو نہیں جانی جاتی تھی بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ انجمن یا مجلس نواب خواجہ محمد شفیع کے گھر پر منعقد ہوتی ہے۔ مجلس ہر ہفتہ منعقد ہوتی تھی اور اس کے دو سیشن ہوتے تھے۔ مغرب سے پہلے افسانہ اور کہانی اور مغرب کے بعد شعرو سخن یہی وہ مجلس ہے جہاں ہندوستان کے بہت بڑے بڑے ادیبوں اور شاعروں سے ملاقات کا موقعہ ملا۔ ان باتوں کا پہلے بھی کسی مضمون میں ذکر کیا جا چکا ہے اب یہاں ان کا ذکر مقصود نہیں ہے کہنا صرف یہ ہے کہ حضرت چوہدری علی محمد صاحب۔ بی۔اے۔بی۔ٹی کے ساتھ قرب کی ایک وجہ ان کے فرزند اکبر عبدالسلام اختر ایم۔اے بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت چوہدری صاحب کو' عبدالسلام صاحب اختر کو بھی اپنے جوار رحمت میں جگہ دے کہ دونوں اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔

---

## آپ کا خط ملا

ڈان کے ۱۳۔ اکتوبر کے شمارے میں شائع ہونے والے دو مختصر سے خطوط:۔

ایک خط میں سلمان احمد صاحب کراچی کہتے ہیں کہ ایک لمبے عرصہ سے ایک بحث چلی ہوئی ہے کہ پاکستان کے متعلق قائد اعظم محمد علی جناح کا کیا نظریہ تھا۔ وہ اسے مسلم ریاست بنانا چاہتے تھے۔ اسلامی ریاست بنانا چاہتے تھے۔ اسلامی جمہوریت بنانا چاہتے تھے یا مسلمانوں کی کنٹرول کی ہوئی سیکولرازم۔ میں نے اس سلسلے میں ابھی ابھی ایک حالیہ خط پڑھا ہے (یہ خط ایس۔ ارتضیٰ حسین کا لکھا ہوا ہے اور ڈان میں شائع ہوا ہے) میں حیران ہوں کہ بیسیوں دانشور اس معاملے پر تسلسل کے ساتھ بحث کرتے چلے جا رہے ہیں حالانکہ یہ معاملہ محض ایک علمی معاملہ ہے۔ یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ اگر کوئی شخص جمہوریت پر اعتماد رکھتا ہے چاہے وہ کیسی ہی جمہوریت کیوں نہ ہو وہ قائداعظم کے خیالات سے بھی رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن فیصلے کے لئے اس کے پاس ایک ہی ووٹ ہے۔ اگر کوئی شخص مرد ہو یا عورت یہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنی مرضی کی جمہوریت رائج کر سکتا ہے یعنی ویسی جمہوریت جو مسٹر جناح چاہتے تھے تو اس شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے منشور میں اس بات کو شامل کرلے اور ووٹروں کے پاس جائے اور انہیں فیصلہ کرنے دے۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے کہ ہر بات کو ہم ورثہ کا نام دے دیتے ہیں یا اسے مذہب کی طرف کھینچ کر لے جاتے ہیں۔ اس وقت بے شمار ایسے لوگ جن کا مذہب سے تعلق ہے بار بار اس بات کو دہرا رہے ہیں اور سنجیدگی کے ساتھ اس بات کا وعظ کر رہے ہیں کہ کس شخص نے کب کیا کہا تھا۔

دوسرے مختصر سے خط میں نصرت خانم کہتی ہیں:۔

ایس۔ ارتضیٰ حسین کو اب خوش ہو جانا چاہئے کہ انہوں نے ڈان کے بیسیوں قارئین کو منحرف کر کے اپنی طرف کر لیا ہے۔ اب ہم چاہیں گے کہ وہ مسلم ریاست کی تعریف کریں۔ ۱۹۵۳ء میں جج صاحبان کیانی اور منیر نے مسلمانوں کے چیف نمائندے سے کہا تھا کہ وہ مسلمان کی تعریف کریں۔ جس پر انہوں نے وقت مانگا تو جج صاحبان نے کہا کہ پہلے ہی آپ کو ۱۴۰۰ سال دئے جا چکے ہیں۔ اب مزید کوئی وقت نہیں دیا جا سکتا۔ مہربانی کر کے مسٹر ایس۔ ارتضیٰ حسین!! اب آپ ہمیں ایک ایسے گڑھے میں نہ دھکیلئے جس کا نچلا حصہ موجود نہیں ہے۔

اس خط کا عنوان بھی یہی ہے ایک ایسا گڑھا جس کا نچلا حصہ موجود نہیں ہے۔

# پروفیسر ڈاکٹر نسیم بابر کے قتل پر صدر مملکت' وزیر اعظم

## پاکستان اور یورپین یونین کے سفیر کا اظہار تعزیت

مکرم پروفیسر ڈاکٹر نسیم بابر صاحب نے ۹- اکتوبر کی رات راہ مولا میں اپنی جان قربان کی- ان کے اس بہیمانہ قتل پر ملک بھر کے اخبارات نے اداریے لکھے- خبریں شائع کیں اور مضامین شائع کئے ہیں- ذیل میں صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری' وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو' وزیر تعلیم سید خورشید احمد' یورپین یونین کے سفیر متعینہ پاکستان اور برلن یونیورسٹی کے پروفیسر صاحبان کے تعزیتی پیغامات درج کئے جا رہے ہیں-

## صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری کا پیغام

صدر محترم نے بیگم ڈاکٹر نسیم بابر کے نام تار میں حسب ذیل تعزیتی پیغام بھجوایا-

آپ کے عالی مرتبت خاوند ڈاکٹر نسیم بابر کے قتل سے مجھے شدید صدمہ اور غم پہنچا ہے- براہ کرم میری دلی تعزیت اور مخلصانہ ہمدردی کے جذبات قبول کیجئے- ایک ماہر تعلیم کی جان لینے سے زیادہ گھناؤنا کام اور کوئی نہیں ہو سکتا- میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں اس بہیمانہ جرم کی مذمت کر سکوں- مجھے یقین ہے کہ قاتل جلد پکڑے جائیں گے اور ان کو عبرت ناک سزا دی جائے گی- اللہ تعالیٰ جدا ہونے والی روح کو ابدی سکون نصیب کرے اور آپ کو اور آپ کی غمزدہ فیملی کو یہ ناقابل تلافی نقصان صبر اور ہمت سے برداشت کرنے کی توفیق دے- آمین

فاروق احمد خان لغاری
پریذیڈنٹ آف پاکستان
پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ (پبلک)
ایوان صدر- اسلام آباد

## وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو کا تعزیتی پیغام

محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے پہلے بذریعہ ٹیلیگرام تعزیتی پیغام بھجوایا- اس کے بعد اپنے دستخطوں سے تعزیتی خط بھجوایا- اس خط محررہ ۱۸- اکتوبر ۱۹۹۴ء میں آپ نے تحریر فرمایا

ڈیئر مسز نسیم بابر

آصف اور مجھے آپ کے شوہر کے قتل مورخہ ۱۰- اکتوبر ۱۹۹۴ء کی خبر سن کر گہرا صدمہ پہنچا ہے- اللہ تعالیٰ جدا ہونے والی روح کو سکون عطا کرے اور آپ کو اور آپ کے غمزدہ خاندان کو یہ صدمہ صبر سے برداشت کرنے کی توفیق عطا کرے- آمین

میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ اسلام آباد کی انتظامیہ مجرموں کو پکڑنے کی بھرپور کوشش کر رہی ہے- جن کو قانون کے مطابق مثالی سزا دی جائے گی-

نیک تمناؤں کے ساتھ
آپ کی مخلص
(دستخط) بے نظیر بھٹو

محترمہ وزیر اعظم نے جو تعزیتی تار ارسال فرمائی تھی اس میں لکھا تھا- "..... وہ قائد اعظم یونیورسٹی کے ایک مخلص اور پرعزم استاد تھے- ڈاکٹر نسیم بابر کا بزدلانہ قتل ایک شرمناک حرکت ہے جس کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کی جانی چاہئے- اگرچہ یہ المیہ ناقابل برداشت ہے' لیکن انسان کو اللہ کی رضا کے آگے سر جھکانا پڑتا ہے......"

## وفاقی وزیر تعلیم سید خورشید احمد کا تعزیتی پیغام

بیگم پروفیسر نسیم بابر کے نام اپنی ٹیلیگرام میں وفاقی وزیر نے تحریر فرمایا'

آپ کے خاوند کی افسوسناک وفات سے مجھے شدید دکھ پہنچا ہے- اللہ تعالیٰ ان کی روح کو سکون عطا کرے- اور آپ کو صبر سے یہ ناقابل تلافی نقصان برداشت کرنے کی ہمت دے- مجھے امید ہے کہ مجرم جلد پکڑے جائیں گے اور اپنے کئے کی سزا پائیں گے-

## یورپین یونین کے کمیشن کے سربراہ- سفیر کا پیغام

یورپین یونین کے کمیشن برائے پاکستان کے سربراہ سفیر موصوف جناب جی- ڈنکل بوہلر G. DUNKELSBUHLER نے اپنے دستخطوں سے درج ذیل تعزیتی پیغام قائد اعظم یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب ڈاکٹر ایم این رومانی صاحب کو بھجوایا-

ڈیئر وائس چانسلر

میں نے اخبار میں شدید صدمے اور دکھ کے ساتھ' ڈاکٹر نسیم بابر- سیمی کنڈکٹر فزکس لیبارٹری' کی وفات کی خبر پڑھی ہے-

اگرچہ مجھے ڈاکٹر نسیم بابر سے ملاقات کا موقعہ نہیں ملا لیکن یورپین کمیشن کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے ۹۱-۱۹۹۰ء میں انہیں ایک سال کے لئے پوسٹ ڈوکٹرول فیلو شپ کے لئے ٹیکنیکل یونیورسٹی آف برلن بھجوایا تھا- پاکستان واپسی پر ڈاکٹر بابر نے' ٹیکنیکل یونیورسٹی برلن کے تعاون سے یورپین کمیشن کے فنڈز سے تین سال کا ایک جوائنٹ ریسرچ پراجیکٹ برائے سیمی کنڈکٹرز شروع کرنے میں کامیابی حاصل کی تھی-

ڈاکٹر بابر کی بے وقت وفات سے پاکستان یورپ سائنٹفک تعاون کے میدان میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے وہ شاید ہی پر ہو سکے-

ڈاکٹر بابر کے ساتھیوں کو جو دکھ اور صدمہ ہوا ہے ہم اس میں برابر کے شریک ہیں- آپ سے درخواست ہے کہ براہ کرم ڈاکٹر بابر کے اہل خانہ تک ہمارے شدید ترین جذبات تعزیت پہنچا دیں-

آپ کا مخلص
G. DUNKELSBUHLER
سفیر- سربراہ کمیشن
۱۳- اکتوبر ۱۹۹۴ء

## ٹیکنیکل یونیورسٹی برلن کے پروفیسر ڈائیبر بمبرگ اور دیگر اساتذہ شعبہ فزکس کا تعزیتی پیغام

ڈیئر مسز بابر

میں نے بے حد دکھ اور صدمے کے ساتھ آپ کے خاوند کے قتل کی خبر سنی- وہ ہمارے محبوب مہمان اور ساتھی تھے-

صرف تین ہفتے پیشتر ہم نے ان کی الوداعی پارٹی کا اہتمام کیا تھا- اور ان کے بار بار برلن آنے کی خوشگوار تمنا ظاہر کی تھی- اللہ ان کی روح کو سکون عطا کرے-

ڈائیبر بمبرگ
DIEBERE BIMBERG

(اس تعزیت نامے پر اٹھارہ پروفیسروں کے دستخط ثبت ہیں)

بقیہ صفحہ ۳

دیگر بڑے بڑے سائنس دانوں کے ساتھ لگی ہوئی نظر آئی- اسی اثناء میں اسی کالج کے بعض نوجوان طالب علم اپنی آٹوگراف بکس کے ساتھ ہمارے پاس آئے- انہوں نے مسکرا کر سب کے ساتھ مصافحہ کیا اور ان کو آٹوگراف دیئے-

اس کے کچھ دیر بعد انہوں نے لاہور میں ماضی میں ہوئے گذرے ہوئے ایام کی باتیں شروع کر دیں- اور مجھے بتایا کہ وہ اپنے ملک اور اپنے لوگوں کی کمی کو کس شدت سے محسوس کرتے ہیں- مجھے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کچھ زیادہ ہی جذباتی ہو رہے تھے- میں نے اس موضوع کو بدلنے کی خاطر ان سے کہا کہ ملک سے باہر رہنے کی وجہ سے وہ کتنی کامیابیاں حاصل کر سکے ہیں- پھر یہ کہ اس وجہ سے دنیا بھر میں ان کی کتنی عزت و تکریم کی جاتی ہے اور اس سلسلے میں میں نے ان کی تصویر جو وہاں لگی تھی اس کا ذکر کیا- لیکن اس سے تو وہ اور بھی جذباتی ہو گئے اور کہنے لگے کہ تم یہ باتیں اس لئے کہہ رہے ہو کیونکہ تم اس طرح محسوس نہیں کر سکتے جیسے میں محسوس کر رہا ہوں- تم تو اپنے ملک میں اور اپنے لوگوں کے درمیان رہ رہے ہو- جونہی ڈاکٹر سلام نے یہ الفاظ کہے تو ان کی آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں اور آنسو ان کے چہرے پر بہنے لگے- میں نے صرف ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں کیا کہوں-

لیکن اس جولائی میں میں نے جس سلام سے ملاقات کی وہ پرانا سلام نہیں تھا میں اس دفعہ ان سے تقریباً پانچ سال کے بعد مل رہا تھا- جب میں ان کے سٹنگ روم میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ ان کا جسم سکڑ چکا تھا- اور وہ صوفے میں دھنسے ہوئے تھا- انؔ کا سویٹر اور ان کی پینٹ ان کے جسم پر ڈھیلے ہو کر لٹک رہے تھے- ان کا وہ قہقہہ ختم ہو چکا تھا- اور اس کی جگہ ایک ہلکی سی مسکراہٹ نے لے لی تھی- نہ ہی وہ اس مضبوطی سے مصافحہ کر سکتے تھے- جب میں بیٹھ گیا تو انہوں نے نظریں مجھ پر گاڑ دیں اور جو میں کہتا رہا اسے سنتے رہے- وہ اب میرے ساتھ گفتگو کرنے کے قابل بھی نہیں تھے بیماری نے ان پر برا اثر ڈالا ہے- صرف ان کی آنکھوں میں ابھی تک پرانی چمک نظر آ رہی تھی-

جب میں آکسفورڈ سے جاتے وقت ڈاکٹر سلام کو الوداع کہنے گیا تو ان کے بیٹے عمر نے مجھے وزیٹر بک میں کچھ لکھنے کے لئے کہا- سلام صاحب کے بطور سائنس دان کائنات کے متعلق تجسس اور ان کی غالب میں دلچسپی جو کہ انہوں نے اس وقت ظاہر کی جب کہ میں نے ۱۹۸۹ء اکتوبر میں انہیں غالب پر لکھی گئی اپنی کتاب پیش کی میں نے کچھ انگریزی میں چند الفاظ لکھنے کے بعد غالب کے یہ اشعار لکھے-

منظر اک بلندی پر اور ہم بنا لیتے
عرش سے پرے ہوتا کاش کہ مکان اپنا
اور
ہے کہاں تمنّا کا دوسرا قدم یارب
ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پا پایا

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

# تاریخ کا نیا ورق- اردن اسرائیل امن معاہدہ

۲۶- اکتوبر ۱۹۹۴ء منگل کا دن پاکستان کے وقت کے مطابق شام کے ۵ بج کر بیس منٹ ہوئے تھے جب مشرق وسطیٰ کی سرزمین پر تاریخ کا ایک نیا ورق پلٹا گیا۔ اردن اور اسرائیل کے درمیان امن معاہدہ طے پا گیا۔ گواہ کے طور پر امریکہ کے صدر کلنٹن نے دستخط کئے۔ اس موقع پر امریکہ' اردن' اسرائیل کے سربراہان' وزراء خارجہ ودفاع اور روس کے وزیر خارجہ بھی موجود تھے۔

تاریخ اس معاہدے سے کیا سلوک کرتی ہے یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا لیکن آج کی دنیا میں' آج کے دور میں یہ واقعہ بے حد تاریخی اہمیت کا حامل تھا۔

اردن اور اسرائیل کی سرحد پر صحرا میں ہزاروں لوگ اس تقریب میں موجود تھے۔ ان میں اسرائیلی بھی تھے' اردن کے باشندے بھی اور امریکی مہمان بھی تھے۔ مشرق وسطیٰ میں عرب سرزمین پر طے پانے والا یہ پہلا امن معاہدہ تھا۔ ماضی میں مصر کے صدر سادات اور ماضی قریب میں پی ایل او کے سربراہ مسٹر یاسر عرفات نے ایسے ہی معاہدوں پر امریکہ میں دستخط کئے تھے۔ معاہدے پر دستخطوں کے لئے بھاری بھر کم دستاویزات تیار کی گئی تھیں جن پر اردن' اسرائیل اور امریکہ نے باری باری دستخط کئے۔ یہ تقریب دنیا کے مختلف ٹیلی ویژن اداروں نے اس صحرا سے براہ راست ٹیلی کاسٹ کی۔ صحرا میں اس وقت تیز ہوا چل رہی تھی۔ اردن کے شاہ حسین اپنی سفید داڑھی کے ساتھ مسکراتے ہوئے تاریخ کا نیا ورق پلٹ رہے تھے۔ اردن کے ولی عہد شہزاد حسن زیادہ تر سنجیدہ رہے۔ امریکی صدر کلنٹن بائیں ہاتھ سے دستخط کرتے ہیں۔ ان کا انداز بھی نمایاں تھا۔

اس موقعہ پر جو تقاریر کی گئیں ان میں یہودی وزراء کا انداز یوں تھا جیسے دو بہت ہی عزیز دوست کسی باہمی معاہدے پر دستخط کر رہے ہوں۔ ایک یہودی وزیر نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ آج کے بعد اردن اور اسرائیل ہر کام میں ایک ہوں گے۔ ان کے معاہدے ان کے کاروبار ان کے باہمی تعاون مشترکہ دوستوں کی طرح ہوں گے۔ اور آج کے دن کے بعد دونوں ایک دوسرے کے لئے مشترکہ طور پر دعائیں بھی کریں گے۔

امریکہ کے صدر کلنٹن کا کہنا تھا کہ معاہدے صرف کاغذات پر نہیں کئے جاتے بلکہ عام عوام کا ذہن اور دل اور ان کے باہمی روابط بھی دوستوں کی طرح ہوں گے تب یہ معاہدہ کامیابی پائے گا۔

یہ وہ فکر ہے جس کے بارے میں ہر مبصر کو خطرہ ہے کہ کیا دونوں ملکوں کے عوام بھی ایک دوسرے سے گہری محبت کر سکیں گے۔ اور اگر عوام ایسا نہ کر سکے تو جس معاہدے کو آج تاریخی قرار دیا جا رہا ہے تاریخ کے صفحات پر اس کا ذکر کس طرح سے کیا جا سکے گا۔

امریکہ کے صدر کلنٹن نے اس امید کا اظہار کیا کہ اب شام کے ساتھ بھی ایسا ہی امن سمجھوتہ طے پائے گا۔ ان کی یہ خواہش حقیقت کا جامہ کب پہنتی ہے اس کے بارے میں فوری طور پر کسی حتمی رائے کا اظہار کرنا مشکل ہے۔ تاہم یہ بات واضح ہے کہ فلسطین کی تنظیم آزادی کے ساتھ معاہدے کے بعد اردن کے ساتھ طے پانے والے اس معاہدے کے نتیجے میں شام پر دباؤ بے حد بڑھ گیا ہے۔ اب صدر اسد کو اپنی چوتھائی صدی پرانی ضد پر قائم رہنا آسان نہیں ہو گا۔

فلسطینی تنظیم آزادی کے وزیر خارجہ کو اس تقریب میں مدعو کیا گیا تھا لیکن وہ نہیں آئے۔ پی ایل او کے فلسطینی اس امن سمجھوتے پر سخت ناراض ہیں کیونکہ اس معاہدے کے تحت بیت المقدس پر اردن کا حق تسلیم کیا گیا ہے جبکہ پی ایل او کے خیال کے مطابق بیت المقدس اس کا دائمی دار الحکومت ہے۔ اسی وجہ سے پی ایل او نے اس معاہدے کا بائیکاٹ کیا ہے۔

☆○☆

## فلپائن- کمیونسٹوں سے بات چیت

دنیا میں کمیونزم کے زوال کے بعد جو بچے کھچے کمیونسٹ دنیا کے مختلف علاقوں میں باقی رہ گئے ہیں ان میں نمایاں خطّہ ارض مشرق بعید ہے۔ جہاں چین اور شمالی کوریا تو موجود ہی ہیں۔ مگر فلپائن کی حکومت کمیونسٹ گوریلوں کی دہشت پسندانہ کارروائیوں سے تنگ آئی ہوئی ہے۔

فلپائن کی حکومت کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ ان کی حکومت کمیونسٹ گوریلوں سے مذاکرات دوبارہ شروع کرے گی۔ دو ہفتے پیشتر اس بات چیت کا سلسلہ ٹوٹ گیا تھا۔ فلپائنی ترجمان نے دھمکی دی ہے کہ اگر ان کمیونسٹوں نے بات چیت شروع نہ کی تو حکومت اس پر مجبور ہو گی کہ وہ دیگر کمیونسٹ گروپوں سے مذاکرات شروع کر دے۔

فلپائن میں جو کمیونسٹ سرگرم ہیں ان کا مرکز ہالینڈ میں قائم ہے۔ حکومت فلپائن نے گوریلوں کی شرائط قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا جس سے مذاکرات میں تعطل پیدا ہو گیا۔ عرصہ تین سال سے فلپائنی حکومت اس کوشش میں ہے کہ کمیونسٹ گوریلوں کو مذاکرات کی میز پر لایا جائے۔ مسلمان گوریلوں کے ساتھ حکومت کے مذاکرات میں کچھ کامیابی ہوئی ہے۔ لیکن کمیونسٹوں کے ساتھ ابھی تک فلپائن حکومت بات چیت کرنے میں کامیابی نہیں حاصل کر سکی۔

☆○☆

## ایران کو کلنٹن کے دورہ مشرق وسطیٰ پر تشویش

ایک وقت تھا جب ایران مشرق وسطیٰ اور جنوبی ایشیا کے درمیان امریکہ کا سب سے مضبوط حلیف تھا۔ لیکن ۱۹۷۹ء میں شاہ ایران وطن چھوڑ کر چلے گئے اور فرانس میں جلاوطن آیت اللہ خمینی نے وطن واپس آکر اقتدار سنبھال لیا۔ جب سے اب تک اس علاقے میں امریکہ کا سب سے بڑا دشمن اگر کسی ملک کو تصور کیا جاتا ہے تو وہ ایران ہے۔ ایران میں مذہبی حکومت قائم ہے۔ اور کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایران اور امریکہ کے درمیان سخت بیانات کا تبادلہ ہوتا ہے۔

امریکہ کے صدر کلنٹن نے پی ایل او اور اردن کے ساتھ اسرائیل کی صلح کروا دی ہے۔ اب وہ مشرق وسطیٰ کے دورہ پر آئے ہوئے ہیں۔ اور ان کی بھرپور کوشش یہ ہے کہ وہ شام کو بھی اسرائیل کے ساتھ امن سمجھوتے پر راضی کر لیں۔ ان کوششوں کے نتیجے میں سارا مشرق وسطیٰ گویا امریکہ کی جھولی میں جا گرے گا۔ جہاں پہلے ہی سعودی عرب اور خلیج کی ریاستوں کی شکل میں امریکہ کو قابل اعتماد حلیف میسر ہیں۔ ایران کو خطرہ ہے کہ امریکہ کی کامیابیوں کے بعد ایران اس علاقے میں مزید تنہا رہ جائے گا۔ اس لئے وہ امریکی صدر کے دورہ مشرق وسطیٰ کا بڑی تشویش سے جائزہ لے رہا ہے۔ امریکی صدر کا دورہ شام بالخصوص ایرانی رہنماؤں کے لئے فکر کا باعث ہے۔ اس وقت ایران شام کو اپنا دوست سمجھتا ہے۔ اسے خطرہ ہے کہ یہ دوست بھی کہیں اس کے ہاتھ سے نہ جاتا رہے۔ شام علاقے میں ایران کا واحد دوست ہے۔ دیگر ممالک سے ایران کی بنتی نہیں ہے۔ ایران کو خطرہ ہے کہ شام اگر امن معاہدے پر راضی ہو گیا تو وہ حالیہ امن کی پیش رفت کو مسترد کرنے کا اس کے پاس کوئی جواز باقی نہیں رہ جائے گا۔ اور ایران نہ صرف اپنی دوستی میں بلکہ اپنی پالیسیوں میں بھی تنہا رہ جائے گا۔

ایران اس وقت خاموشی سے بلکہ پریشانی سے شام اور امریکہ کی بات چیت کو دیکھ رہا ہے اور ابھی تک اس نے امریکہ کی اس بارے میں مداخلت پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ اب تک ایران میں امریکہ کو بڑا شیطان کہا جاتا ہے۔ اور اگر اس بڑے شیطان نے امریکہ سے دوستی کر لی تو پھر ایران امریکہ کو کیا کہہ سکے گا۔

ایران نے کہا ہے کہ جب تک شام کے ساتھ اسرائیل امن سمجھوتہ طے نہیں پا جاتا اس وقت تک مشرق وسطیٰ میں کوئی پائیدار سمجھوتہ نہیں ہوتا۔

☆○☆

## شمالی کوریا امریکہ معاہدے کے اثرات

بعض امریکی افسران نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ شمالی کوریا کا امریکہ کے ساتھ معاہدہ صرف اس کے ایٹمی پروگرام کو روک دینے کا سبب ہی نہیں بنے گا بلکہ اس سے شمالی کوریا کے اس کے ہمسایہ ممالک سے تعلقات بھی بہتر ہوں گے اور وہ اپنا سیاسی نظام بھی تبدیل کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔

امریکی اہلکاروں کی اس بات کا مقصد واضح ہے کہ وہ شمالی کوریا میں کمیونزم کے خاتمے کی طرف پیش رفت کرنا چاہتے ہیں اور شمالی کوریا کے جنوبی کوریا اور جاپان کے ساتھ تعلقات کو بہتر بنانا چاہتے ہیں۔ ان دونوں ممالک کے ساتھ شمالی کوریا کے معمولی سے تعلقات ہیں اور بڑی تھوڑی سی تجارت ہے۔

امریکی افسران کا خیال ہے کہ اس معاہدے سے نہ صرف شمالی کوریا بلکہ سارے شمال مشرق کی صورت حال کو تبدیل کرنے میں مدد ملے گی۔

اس معاہدے کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ شمالی کوریا میں غیر ممالک کے تعاون سے ۴۔ ارب ڈالر کا ایک منصوبہ شروع کیا جائے گا۔ اس منصوبے کے تحت شمالی کوریا میں دو نئے ایٹمی ری ایکٹر تعمیر کئے جائیں گے اور جنوبی کوریا' جاپان اور شاید چین کے سینکڑوں کارکن اس ری ایکٹر کی تعمیر میں حصہ لینے کے لئے شمالی کوریا جائیں گے۔ یہ ایک دس سالہ منصوبہ ہو گا۔ یہ کام ایک ایسے ملک میں ہو گا جو مذہبی شدت کے سے انداز میں اپنے ملک کو خود کفیل سمجھتا ہے اور کسی بیرونی مدد کے بغیر اپنی زندگی گزار رہا ہے۔ ماضی میں شمالی کوریا نے بیرونی امداد کے حصول کو سختی سے رد کیا تھا لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ شمالی کوریا نے الگ

تھلگ رہنے کی پالیسی کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ شمالی کوریا ایسا کر کے اپنی گرتی ہوئی معیشت کو مضبوط کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ وہ بات ہے جو تمام سابق کمیونسٹ ممالک نے کی ہے۔ اب شمالی کوریا امریکہ سے قریبی تعلقات کا بھی خواہاں ہے۔

☆ OOO ☆

بقیہ صفحہ ۱

ہو۔ اسی محسن نے کیسی پاک راہ بتائی اور سچے اور حقیقی محسن اللہ کی بتائی ہوئی بتائی کہ اللہ کے فضل اور احسان کے بغیر ایک آن گذارہ نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے ہم اس کی ہی مدد چاہتے ہیں (-) پھر ایک اور تعلیم دی اور وہ (بخشش مانگنے) کی تعلیم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے وسیع قانون اور زبردست حکم اس قسم کے ہیں کہ انسان بعض بدیوں اور کمزوریوں کی وجہ سے بڑے بڑے فضلوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ جب انسان کوئی غلطی کرتا۔ اور خدا تعالیٰ کے کسی قانون اور حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ تو وہ غلطی اور کمزوری اس کی راہ میں ایک روک ہو جاتی ہے۔ اور یہ عظیم الشان فضل اور انعام سے محروم کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس محرومی سے بچانے کے لئے یہ تعلیم دی کہ (بخشش مانگا کرو۔ یہ تعلیم بھی اللہ تعالیٰ کا محض فضل ہے۔ (بخشش) کیا ہے پچھلی کمزوریوں کو جو خواہ عمداً ہوں یا سہواً اور نسیان اور خطا سے غرض (-) جو نہ کرنے کا کام آگے کیا۔ اور جو نیک کام کرنے سے رہ گیا ہے۔ اپنی تمام کمزوریوں اور اللہ تعالیٰ کی ساری نارضامندیوں کو (-) کے نیچے رکھ کر یہ دعا کرے کہ میری غلطیوں کے بدنتائج اور بداثر سے مجھے محفوظ رکھ۔ اور آئندہ کے لئے ان غلط کاریوں سے محفوظ فرما۔ یہ ہیں (بخشش) کے مختصر سے معنے۔

بارہا ہمارے امام (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) لوگوں کو (بخشش طلب کرنا) بتاتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ اکثر مجھ سے آکر پوچھتے ہیں کہ (بخشش) کی کتنی تسبیحیں کریں۔ اور آپ کے یہاں کونسا (-) معمول ہے۔ اس لئے میں نے بتایا ہے کہ سچی بخشش یہی ہے کہ انسان اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کو یاد کر کے جناب الٰہی میں یہ طلب کرے کہ ان کمزوریوں کے برے نتائج سے محفوظ رکھ اور آئندہ کے لئے ان کمزوریوں سے محفوظ فرما۔

(از خطبہ ۱۳۔ ستمبر ۱۹۰۲ء)


**عطیۂ خون**

خدمت بھی

عبادت بھی

(ایڈیشنل ناظم خدمت خلق۔ ربوہ)


# وصایا

**ضروری نوٹ:۔**

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری

مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۹۷۴۲ میں نعمان ناصر ولد ناصر احمد قوم راجپوت پیشہ طالب علم عمر ساڑھے اٹھارہ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۶-۱۳ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ =/۲۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگا ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد نعمان ناصر B-۵۵۶ سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ گواہ شد نمبر ۱ فضل احمد مجوکہ وصیت نمبر ۲۸۵۵۳ گواہ شد نمبر ۲۔ محمد یاسین ربانی مربی سلسلہ۔

مسل نمبر ۲۹۷۴۳ میں رفیع احمد ولد عبد المجید قوم راجپوت پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۶-۱۳ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ =/۲۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگا ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد رفیع احمد C-7 سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ گواہ شد نمبر ۱ فضل احمد مجوکہ وصیت ۲۸۵۵۳ گواہ شد نمبر ۲۔ محمد یاسین ربانی مربی سلسلہ۔

مسل نمبر ۲۹۷۴۴ میں شعیب احمد ولد عبد المجید قوم راجپوت پیشہ طالب علم عمر ۱۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن سیٹلائٹ ٹاؤن ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۶-۱۳ میں وصیت کرتا ہوں کہ

# اطلاعات و اعلانات

## درخواست دعا

○ مکرم غلام سرور طاہر صاحب (نیو فرحت علی جیولرز سول کوارٹرز شیخوپورہ) زعیم انصار اللہ شیخوپورہ شہر اپنی پریشانیوں اور مشکلات کے دور ہونے کے لئے درخواست کرتے ہیں۔

○ محترمہ نثار بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ملک بشیر احمد صاحب اعوان انسپکٹر وقف جدید فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ پیٹ کا میجر اپریشن ۳۔ نومبر کو فضل عمر ہسپتال میں ہوگا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

## کامیابی

○ مکرم سعید بن عبد اللہ صاحب راولپنڈی کی بیٹی نے ایف اے کا امتحان ۷۵۶ نمبر حاصل کر کے کامیابی حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید کامیابیوں سے نوازے۔

## بجلی بند رہے گی

○ محکمہ بجلی ربوہ کے اعلان کے مطابق درج ذیل پروگرام کے مطابق بجلی بند رہے گی۔

یکم نومبر۔ ساڑھے آٹھ بجے صبح تا اڑھائی بجے دن

۳۔ نومبر۔ ساڑھے آٹھ بجے صبح تا اڑھائی بجے دن

## رپورٹ سفید چھڑی

○ مورخہ ۱۵۔ اکتوبر ۹۴ء کو پوری دنیا میں نابیناؤں کا خصوصی دن جسے اردو میں سفید چھڑی کا دن اور انگریزی میں White cane day کہتے ہیں منایا گیا اسی سلسلہ میں مجلس نابینا ربوہ کے زیر اہتمام ایک تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب کا انعقاد دار الضیافت میں صبح ۱۰ بجے جناب پروفیسر خلیل احمد صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم منور نصیر احمد صاحب سیلز آفیسر اسٹیٹ لائف تھے۔ انہوں نے اس تقریب کو اور مجلس نابینا کو بے حد سراہا اور اپنے ہر قسم کے تعاون کا وعدہ کیا۔ آخر میں مکرم حافظ محمد ابراہیم صاحب نے دعا کروائی۔ اور اس طرح یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ =/۲۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگا ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد شعیب احمد C-7 سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ گواہ شد نمبر ۱ فضل احمد مجوکہ وصیت نمبر ۲۸۵۵۳ گواہ شد نمبر ۲۔ محمد یاسین ربانی مربی سلسلہ۔

○ مکرم محمد احمد مظفر علوی صاحب نمائندہ الفضل اضلاع گجرات، جہلم، راولپنڈی و اسلام آباد دورہ اشتہارات کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان سے ممکنہ تعاون فرما کر ممنون فرمائیں۔

مینجر روزنامہ الفضل


**دِل کی امراض**

دردِ دل، دھڑکن، دل گھٹنا، سانس پھولنا اور خون کی نالیوں کی جملہ امراض کا فوری علاج

**ہارٹ کیوریٹو سمیل**

HEART CURATIVE SMELL

کے سونگھنے سے کیا جا سکتا ہے۔ ہارٹ سپیشلسٹ ڈاکٹر اپنے 50 فیصد مریضوں کو ادویاتی علاج کے ساتھ HEART CURATIVE SMELL سونگھنے کیلئے دے کر اس زود اثر اور بے ضرر معنوی دل خوشبو HEART TONIC SMELL کے مثبت POSITIVE اثرات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس غرض کیلئے فری سیمپل طلب فرمائیں۔

میڈیکل اور نان میڈیکل کاروبار کرنے والے تمام افراد واپسی قیمت کی رعایت کے ساتھ (WITH MONEY RACK GUARANTEE) فروخت کر سکتے ہیں۔

قیمت پاکستان میں 20.00 روپے فی سمیل۔ ڈاک خرچ (چھوٹے بڑے آرڈر پر) 10.00 روپے

ایکسپورٹ کوالٹی پانچ ڈالر $ 5 مع ڈاک خرچ (ترقی پذیر ممالک کیلئے ریٹ الگ الگ)

روزمرہ استعمال کی 7 مختلف سمیلز کا خوبصورت پرس 150 روپے میں دستیاب ہے۔

لٹریچر اور دیگر کیوریٹو سمیلز کی تفصیلات مفت طلب فرمائیں

موجد: ہومیوپیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر

آر ایم پی۔ ایم اے۔ ایل ایل بی۔ فاضل عربی۔ مائینڈ اینڈ میموری ایکسپرٹ

بانی کیوریٹو سسٹم آف میڈیسن

پیشکش: کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل ربوہ۔ پاکستان

فون ہیلپر 211283، آفس 771، کلینک 695

# خبریں

**ربوہ : 30 اکتوبر-1994ء**
موسم معتدل ہے- ہلکی سردی ہے
درجہ حرارت کم از کم 15 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 28 درجے سنٹی گریڈ

○ قومی اسمبلی کا اجلاس ۲۹- اکتوبر کو شروع ہوا تو آغاز تا اختتام ہنگامہ کا شکار رہا- زبردست گالی گلوچ اور ہاتھا پائی کے بعد اجلاس اگلے روز تک ملتوی کر دیا گیا- ہنگامہ آرائی حزب اختلاف کے گرفتار شدہ ارکان کو اجلاس میں شرکت کے لئے نہ لانے پر ہوئی- سپیکر کی ہدایت کے باوجود صرف ایک رکن اسفند یار ولی کو اجلاس میں بلایا گیا- تہمینہ دولتانہ کی تقریر کے دوران ڈاکٹر ذوالفقار علی مرزا کے ریمارکس پر سخت ہنگامہ ہوا جاوید ہاشمی ذوالفقار علی مرزا کو مارنے لپکے تو انہوں نے بھی آستینیں چڑھا لیں- اقبال حیدر نے پکڑ لیا- جاوید ہاشمی نے خورشید شاہ کو ان کی ٹائی سے پکڑ لیا- شور و غل میں کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی- ہنگامہ آرائی میں تہمینہ دولتانہ وزیر اعظم کی طرف لپکیں تو گوہر ایوب نے روک لیا- تاہم انہوں نے صدر لغاری کے لئے چوڑیوں کا تحفہ وزیر اعظم کی میز پر گرا دیا- سپیکر تمام وقت اراکین کو خاموش کرانے کی کوشش کرتے رہے لیکن کسی رکن نے سپیکر کی بات نہیں سنی- ظہر کی اذان کے وقت نواز شریف نے واک آؤٹ کا اعلان کیا لیکن اس وقت سپیکر نے اجلاس ملتوی کرنے کا اعلان کر دیا-

○ قومی اسمبلی کے ہنگامہ خیز اجلاس کے دوران اپوزیشن کے ارکان باتھ روم سے لوٹا اٹھا کر لے آئے- شاہ محمود قریشی کی تقریر کے دوران لوٹا لوٹا کے نعرے لگائے گئے- اپوزیشن کے ارکان شدید رد عمل کرتے رہے- وزیر اعظم سارا وقت ایوان میں موجود رہیں انہوں نے حامد ناصر چٹھہ کو سرکاری اراکین کو خاموش کرانے پر لگا دیا-

○ وزیر داخلہ نے کہا ہے کہ گرفتار شدہ اراکین کو قومی اسمبلی میں لایا جائے گا-

○ پنجاب اسمبلی میں بھی ہنگامہ ہوا- شیم شیم کے نعرے لگتے رہے- اسمبلی سیکرٹریٹ میں سخت ترین حفاظتی اقدامات کئے گئے سادہ لباس میں سیکیورٹی والوں کی بڑی تعداد اسمبلی کے اندر اور باہر موجود تھی- کارروائی کے آغاز ہی میں اخبار نویسوں نے فوٹو گرافروں کو ایوان کے اندر تصاویر لینے پر پابندی لگنے کے خلاف علامتی واک آؤٹ کیا- پنجاب اسمبلی کو پولیس نے گھیرے میں لیا ہوا تھا- پنجاب اسمبلی میں قائد ایوان کے مائیک پر لوٹا رکھ دیا گیا-

○ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ میں اپوزیشن کی طرف پھر دوستی کا ہاتھ بڑھاتی ہوں انہوں نے کہا کہ حکومت گرفتار رکن اسمبلی کو ایوان میں لانے کا اختیار سپیکر کو دینے اور خواتین کی نشستیں بحال کرنے کے لئے آئینی ترمیم پر تیار ہے- قومی اسمبلی میں خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آصف زرداری کو ایوان میں لانے کے لئے ہم نے عدالت سے رجوع کیا اپوزیشن کو بھی ایسا ہی کرنا ہو گا- ہم ملکی استحکام کے لئے مفاہمت کی فضا پیدا کرنا چاہتے ہیں- اپوزیشن کو برداشت کا مظاہرہ کرنا ہو گا- انہوں نے کہا کہ میرا بھائی قتل کیا گیا- باپ کو پھانسی دی گئی لیکن ہم نے ہمیشہ قانون کا احترام کیا کبھی رعایت طلب نہیں کی- ہم نے کبھی ہتھکڑیوں کی شکایت نہیں کی-

○ اپوزیشن کے سربراہ مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی کا کوئی اصول نہیں- دوستی کی پیشکش پر اعتماد نہیں کر سکتے- اسمبلی میں "گو بابا" کا شور مچانے والے وقت پڑنے پر غلام اسحاق کے ساتھ سازش میں شریک ہو گئے- جب غلام اسحاق کی بطور صدر نامزدگی کا وقت آیا تو انہیں اسلام آباد کی سڑکوں پر خوار کیا گیا- موجودہ حکومت اور اس کی سربراہ سے اعتماد اٹھ چکا ہے انہوں نے ڈکٹیٹر سے مل کر جمہوریت کا خون کیا- پنجاب اسمبلی بار بار تڑوائی قائد حزب اختلاف نے قومی اسمبلی میں جوابی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آصف زرداری کی دھمکیوں کے بعد دوستی کیسے ہو سکتی ہے-

○ مسٹر نواز شریف نے قومی اسمبلی کے سپیکر کے رویہ کو سراہا اور کہا کہ حکومت نے سپیکر کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش کی تو ہم یوسف رضا گیلانی کا ساتھ دیں گے- حکومتی دباؤ کے باعث سپیکر اپنی رولنگ نہیں دے سکے- انہوں نے کہا کہ اپنے کارکنوں کو رہا کرانے کے لئے جیالے ججوں کے سامنے جانا وہ اپنی توہین سمجھتے ہیں-

○ پنجاب اسمبلی کے سپیکر مسٹر منظور احمد وٹو نے "وفاداریاں کس نے تبدیل کیں-" کے سوال پر اپوزیشن کو ٹی وی پر مناظرے کا چیلنج دے دیا ہے- انہوں نے کہا کہ اب اس بات کا فیصلہ ہو جانا چاہئے کہ وہ کون ہے جو پارٹی کو وفاداری کا یقین دلا کر بے وفائی کرتا ہے- پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں وٹو کی آمد پر اپوزیشن پریشان ہو گئی-

○ پنجاب اسمبلی کے قائم مقام اپوزیشن لیڈر مسٹر پرویز الٰہی نے وزیر اعلیٰ پنجاب کا مباحثے کا چیلنج قبول کر لیا انہوں نے کہا کہ ہم "لوٹا کریسی" پر بحث کے لئے تیار ہیں- انہوں نے کہا کہ اجلاس کو ایک ہفتہ مزید بڑھا دیا جائے تو ہم- اس موضوع پر بحث کے لئے تیار ہیں- "لوٹا کریسی" پر پورا ہفتہ بحث ہو گی- قائد ایوان نے کہا کہ اگر قائد حزب اختلاف اس فورم پر بحث کے لئے تیار ہیں تو میں حاضر ہوں-

○ کراچی میں پولیس کی گاڑیوں پر فائرنگ کا سلسلہ جاری ہے- مختلف واقعات میں ٦- افراد ہلاک ہو گئے- ایک شادی کی تقریب میں دولہا کو اغوا کر کے قتل کر دیا گیا- نعش ہسپتال پہنچانے کے لئے رکنے والے ڈرائیور کو بھی گولی مار دی گئی- کورنگی تھانہ اور پولیس کی دو موبائیل گاڑیوں پر فائرنگ کی گئی- بلدیہ کے علاقے میں مسلح افراد مزید دکانیں اور مکان لوٹ کر فرار ہو گئے-

○ مسٹر آصف علی زرداری نے کہا کہ ابھی سے اپوزیشن نے چیخنا شروع کر دیا ہے اڑھائی سال جیلوں میں گزریں گے تو پھر کیا حال ہو گا- انہوں نے کہا مجھے ڈھائی برس جیلوں میں رکھا گیا تشدد کا نشانہ بنتا رہا-

○ گورنر پنجاب چوہدری الطاف حسین نے کہا ہے کہ جرائم میں ملوث ارکان اسمبلی کو اجلاس میں شرکت کی اجازت نہیں ہونی چاہئے انہوں نے کہا کہ ارکان کو رہا نہ کرنے کے لئے میں نے کوئی دباؤ نہیں ڈالا-

○ سندھ سے فوج کی بیرکوں میں واپسی شروع ہو گئی- ٹنڈو الہ یار ٹنڈو جام اور میر پور خاص سے فوجی یونٹوں کو بیرکوں میں چلے جانے کا حکم دے دیا گیا ہے- پاک فوج کی جگہ پر قاسم رینجرز کو تعینات کیا جا رہا ہے-

○ اپوزیشن لیڈر چوہدری شجاعت حسین نے کہا ہے کہ قومی اسمبلی کے اجلاس دھماکہ خیز ہوں گے- "گو لغاری گو" کے نعرے سنائی دیں گے- ہمارے اراکین چھوڑے نہ گئے تو حکومت کو جواب دینا ہو گا-

○ وزیر اعلیٰ پنجاب کے مشیر غلام عباس نے پارلیمانی پارٹی کے اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا- وہ مطالبات تسلیم نہ ہونے اور حلقہ میں ترقیاتی کام نہ ہونے کی وجہ سے اجلاس سے باہر آ گئے-

○ قومی اسمبلی میں حکومت کی کوشش یہ تھی کہ اجلاس کا کورم پورا نہ ہو لیکن جب اپوزیشن مطلوبہ اراکین لے آئی تو حکومت نے بھی اجلاس میں شرکت کا فیصلہ کر لیا-

○ معروف کمپیئر دلدار پرویز بھٹی کی دماغ کی رگ پھٹ گئی ہے ان کی حالت تشویشناک ہے- وہ امریکہ میں عمران خان کے ہسپتال کے لئے فنڈز اکٹھے کرنے گئے تھے-

○ ۱۴- حافظ قرآن امام مسجدوں کو عورتوں کی دلالی کرنے' اغوا کرنے' اور ۳- کو قتل کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا- وہ یہ دھندا ۲۵- سال سے کر رہے ہیں-


**احمد انٹرنیشنل**

فون: 211440
211550

**احمد ٹریولز انٹرنیشنل** اندرون ملک یا انٹرنیشنل سفر کیلئے کسی بھی ائیرلائن کی ارزاں ٹکٹوں اور بہترین خدمت کیلئے کامیاب ادارہ

**احمد پراپرٹی ایکسچینج** ہر قسم کی رہائشی و کاروباری جائداد کی خرید و فروخت و کرایہ پر لین دین کیلئے تشریف لائیں

2/13 الناصر مارکیٹ بالمقابل ایوانِ محمود ربوہ

**الیکٹروہومیوپیتھک ڈاکٹر / لیڈی ڈاکٹر بنیئے**

میٹرک خواتین و حضرات کیلئے ایک سالہ ڈاکٹرز حکماء نرسز کیلئے 6 ماہ کا D.E.H.M ڈپلومہ کورس بعد میں 6 ماہ کا M.D.E.H کورس- J.S.O

جرمن ادویات دستیاب ہیں

خصوصیات: کورسز بذریعہ ڈاک گھر بیٹھے کرنے کی سہولت ریگولر کلاسز: افواج پاکستان کے ملازمین کیلئے خصوصی رعایت کورس کی پراسپکٹس حاصل کرنے کیلئے مبلغ 15/- منی آرڈر کریں لٹریچر حاصل کرنے کیلئے جوابی لفافہ

پرنسپل: رانا محمد ارشد خاں

**نصرت الیکٹروہومیوپیتھک میڈیکل کالج** رجسٹرڈ

158/D پیپلز کالونی نزد امام بارگاہ فیصل آباد

فون 42722
43888